28اپریل1961

ازعدالت الاعظمیٰ

نیل کانتھا شیدرمپا ننگا شیٹی

بنام

کاشی ناتھ سومنا ننگا شیٹی اور دیگران

(بی پی سنہا، چیف جسٹس، کے سبا راؤ، رگھوبر دیال اور جے آر مڈھولکر، جسٹسز)

ثالثی ۔ عدالت میں دائر فیصلہ۔ اظہار" نوٹس دینا" مطلب ۔ اگر تحریری طور پر دیا جانا چاہیئے ۔ کب سے اعتراضات دائر کرنے کی مدت۔ وقت سے زیادہ دائر کی گئی درخواست کو خارج کرنے پر اعتراض۔ عدالت نے فیصلہ دائر کیا۔ اگر فیصلے کو منسوخ کرنے سے انکار کے مترادف ہے۔ انڈین لمیٹیشن ایکٹ، 1908 (IX آف 1908)، آرٹیکل 158 ۔ثالثی ایکٹ، 1940 - (10 آف 1940)، دفعات 14(2)،39(1)(VI)۔

تقسیم کے مقدمے میں ثالث نے عدالت میں اپنا فیصلہ دائر کیا اور جج نے کیس کی سماعت ملتوی کر دی کیونکہ" فریقین ثالث کی رپورٹ پر کہتے ہیں"۔ عدالت کی جانب سے فریقین کو تحریری طور پر کوئی نوٹس نہیں دیا گیا۔فیصلے پر اعتراض اپیل کنندہ کی جانب سے حد کی مدت سے زیادہ دائر کیا گیا تھا۔عدالت نے حکم دیا کہ فیصلہ دائر کیا جائے اور فیصلے کی شرائط کے مطابق حکم نامہ تیار کیا جائے کیونکہ دائر اعتراض حد سے باہر تھا۔
درخواست گزار کا مقدمہ یہ تھا کہ لمیٹیشن ایکٹ کے آرٹیکل 158 کے تحت فیصلے کو کالعدم قرار دینے کی درخواست کے لئے معیاد کی مدت صرف فیصلہ داخل کرنے کی تحریری طور پر نوٹس کی خدمت کی تاریخ سے ہی اس کے خلاف چلے گی اور چونکہ عدالت کی طرف سے درخواست گزار کو تحریری طور پر کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا

تھالہٰذا اس کے خلاف کبھی چلنا شروع نہیں ہوا۔ درخواست گزار نے یہ بھی دلیل دی کہ چونکہ عدالت نے فیصلے کو کالعدم قرار دینے سے انکار کر دیا تھا اس لئے ثالثی ایکٹ کی دفعہ 39 (1) (VI) کے تحت اپیل قابل سماعت ہے۔

عدالت کی جانب سے فریقین یا ان کے وکیل کو یہ اطلاع دینا کہ کوئی فیصلہ دائر کیا گیا ہے، ثالثی ایکٹ کی دفعہ 14 کی ذیلی دفعہ (2) کی شرائط کی تعمیل کے لیے کافی ہے، جس میں فیصلہ داخل کرنے کے بارے میں متعلقہ فریقوں کو نوٹس دینے کے حوالے سے بتایا گیا ہے۔ نوٹس کا مطلب لازمی طور پر "تحریری طور پر مواصلات" نہیں ہے۔ ثالثی ایکٹ کی دفعہ 14 کی ذیلی دفعہ (2) میں "نوٹس دینا" کا مطلب صرف ایوارڈ فائل کرنے کی اطلاع دینا ہے۔ اس طرح کی اطلاع تحریری طور پر دینے کی ضرورت نہیں ہے اور زبانی طور پر بتایا جا سکتا ہے. یہ نوٹس کی خدمت کے مترادف ہو گا جب خدمت کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں کیا گیا تھا۔

انہوں نے مزید کہا کہ جہاں عدالت کے سامنے فیصلے کو کالعدم قرار دینے کی درخواست کرنے پر کوئی اعتراض نہیں تھا، وہاں اسے کالعدم قرار دینے سے انکار کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا اور اس لیے ثالثی ایکٹ کی دفعہ 39 (1) (VI) کے تحت کوئی اپیل قابل سماعت نہیں ہے۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1958 کی دیوانی اپیل نمبر 36۔

7 جنوری 1954 کو بمبئی ہائی کورٹ کے فیصلے اور فرمان کے خلاف اپیل 1950 کے آرڈر نمبر 63 سے اپیل کی گئی۔

اپیل کنندہ کی طرف سے اے وی وشوناتھ شاستری اور نونیت لال۔

جواب دہندگان نمبر 1 اور 2 کے لئے ڈبلیو ایس بارلنگے اور اے جی رتنا پارکھی۔

جواب دہندگان نمبر 4 سے 7 کے لئے ایس ٹی دیسائی اور ایم ایس کے شاستری۔

28 اپریل 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس رگھوبر دیال: یہ آئین کے آرٹیکل 133(1)(سی) کے تحت سرٹیفکیٹ پر اپیل ہے، جسے بمبئی ہائی کورٹ نے منظور کیا ہے۔

تقسیم کا مقدمہ مشترکہ خاندان کے ممبران 1 سے 10 اور 12 مدعا علیہان کے خلاف دائر کیا گیا تھا۔ مدعا علیہ نمبر 1 اپیل کنندہ کا والد تھا، جو اس وقت نابالغ تھا، مدعا علیہ نمبر 12۔ مدعا علیہ نمبر 11 ایک بیرونی شخص تھا، وہ خاندان کی شرکت داری کی دکان میں شراکت دار تھا۔ مدعا علیہ نمبر 11 کے علاوہ دیگر فریقوں نے اختلافی معاملات کو ثالث کو بھیج دیا۔ ثالث نے 18 فروری 1948 کو عدالت میں فیصلہ دائر کیا۔ 21 فروری 1948 کو، سول جج نے" ثالث کی رپورٹ پر فریقین کی رائے" کے لئے معاملے کو 22 مارچ 1948 تک ملتوی کر دیا۔ 16 مارچ 1948 کو مدعا علیہ نمبر 1 کی جانب سے ایک درخواست پیش کی گئی جس میں استدعا کی گئی کہ ثالث سے کچھ کاغذات اور دستاویزات طلب کی جائیں۔ 22 مارچ 1948 کو مدعا علیہ نمبر 1 کی جانب سے ایک درخواست پیش کی گئی جس میں ان کاغذات اور دستاویزات کو دیکھنے کے لئے 15 دن کا وقت مانگا گیا جو انہوں نے ثالث کو عدالت کو بھیجنے اور ثالث کے فیصلے کے بارے میں اپنی رائے سے آگاہ کرنے کے لئے کہا تھا۔ عدالت نے درخواست منظور کر لی۔ مدعا علیہ نمبر 1 نے 2 اپریل 1948 کو ثالث کی رپورٹ کے بارے میں اپنی رائے پیش کی۔ انہوں نے 31 مارچ 1949 کو اپنے دلائل واپس لے لیے۔ واضح رہے کہ نہ تو 2 اپریل کو دائر کیے گئے اعتراضات اور نہ ہی دیگر درخواستیں مدعا علیہ نمبر 12 کی جانب سے دائر کی گئی تھیں۔

17 فروری 1948ء کو مدعا علیہ نمبر 1 نے ایک درخواست دائر کی جس میں کہا گیا ہے:

انہوں نے کہا کہ مقدمے کے معاملے میں ثالث مقرر کیا جانا ہے اور ثالث کو فیصلہ پیش کرنا ہے۔ مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر میرے لئے مذکورہ معاملے میں مناسب طور پر ضروری اعتراضات وغیرہ پیش کرنا ناممکن ہے۔ نتیجتاً نابالغ کو بھاری نقصان اٹھانا پڑے گا۔ ان حالات میں، مجھے نابالغ کے سرپرست کے طور پر کام کرنے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ لہٰذا نابالغ کے سرپرست کی حیثیت سے میری تقرری منسوخ کی جاسکتی ہے اور نابالغ کے مناسب سرپرست کی تقرری کے بعد مزید اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔ اس کی ماں دھونڈوا بائی کو نابالغ کا سرپرست مقرر کیا جاسکتا ہے۔ میں نے ثالث کے فیصلے کے خلاف ایک دلیل پیش کی ہے۔ مجھے اس مقصد کے لیے وقت دیا جاسکتا ہے۔

13 اپریل 1948 کو سرپرستی سے ان کا استعفیٰ قبول کر لیا گیا اور نابالغ مدعا علیہ نمبر 12 کی ماں دھونڈوابائی کو 16 جون 1948 کو سرپرست مقرر کیا گیا۔

5 ستمبر 1948ء کو انہیں ایک سمن جاری کیا گیا جس کا مقصد مسائل کو حل کرنا تھا۔ 7 ستمبر 1948ء کو انہوں نے درخواست دی اور مذکورہ معاملے میں دعوے اور فیصلے کے حوالے سے تحریری بیان جمع کرانے کے لئے ایک ماہ کا وقت دیا گیا۔ 7 اکتوبر 1948 کو، انہوں نے اسی مقصد کے لئے مزید ایک ماہ کی مہلت کے لئے درخواست دی، اور انہیں مزید ایک ماہ کا وقت دیا گیا۔ 9 نومبر 1948ء کو انہوں نے مدعی نمبر 12 کی جانب سے مقدمہ اور فیصلے کے حوالے سے تحریری بیان داخل کیا جس میں فیصلے کے جواز پر سوال اٹھایا گیا اور دعا کی گئی کہ اسے کالعدم قرار دیا جائے اور نابالغ کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے مقدمے کی سماعت کی جائے۔

24 اگست 1949 کو، سول جج نے حکم دیا کہ فیصلہ دائر کیا جائے، فیصلے کی شرائط کے مطابق ایک فرمان تیار کیا جائے اور حکم نامے میں مدعا علیہ نمبر 11 کے ساتھ شراکت میں چلنے والی بمبئی کی دکان کی شرائط شامل ہوں جیسا کہ حکم میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس حکم نامے میں کہا گیا تھا کہ مدعا علیہ نمبر 1 کے علاوہ کسی بھی فریق نے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں کیا کہ مدعا علیہ نمبر 1 نے مقررہ مدت سے زیادہ اپنے اعتراضات دائر کیے اور بعد میں انہیں واپس لے لیا اور 9 نومبر 1948 کو مدعا علیہ نمبر 12 کے سرپرست کی جانب سے دائر اعتراضات بھی حد سے زیادہ دائر کیے گئے۔

اس کے بعد مدعا علیہ نمبر 12 نے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی۔ ہائی کورٹ نے یہ کہتے ہوئے اپیل خارج کر دی کہ یہ نااہل ہے کیونکہ سول جج کا حکم کسی ایوارڈ کو منسوخ کرنے سے انکار کرنے کے حکم کے مترادف نہیں ہے، کیونکہ ان کے سامنے ایوارڈ کو منسوخ کرنے پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ اس نے مزید کہا کہ دفعہ 14 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت باضابطہ نوٹس جاری کرنا جس میں فیصلہ داخل کرنے کی اطلاع دی گئی تھی، لمیٹیشن ایکٹ کے آرٹیکل 158 کے تحت معیاد کی مدت کے آغاز کے لئے ضروری نہیں تھا اور ثالثی ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت آنے والے اعتراضات بھی ایوارڈ کو منسوخ کرنے کے لئے اعتراضات کے مترادف ہیں۔ یہ ہائی کورٹ کا یہ حکم ہے، جس کی درستگی کو اس اپیل میں چیلنج کیا گیا ہے۔

پہلا سوال یہ ہے کہ کیا درخواست گزار نمبر 12 کے خلاف فیصلہ کالعدم قرار دینے کی درخواست دائر کرنے کی حد 9 نومبر 1948 سے ایک ماہ قبل سے شروع ہوئی تھی، جب ان کی جانب سے ایک تحریری بیان داخل کیا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ فیصلے کو کالعدم قرار دیا جائے۔ انڈین لمیٹیشن ایکٹ کے پہلے شیڈول کے آرٹیکل 158 کے مطابق، ثالثی ایکٹ، 1940 کے تحت کسی فیصلے کو منسوخ کرنے کی درخواست کے لئے حد کی مدت 'ایوارڈ داخل کرنے کے نوٹس کی خدمت کی تاریخ سے شروع ہوتی ہے۔ عدالت کی جانب سے درخواست گزار یا اس کے سرپرست کو تحریری طور پر کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا جس میں بتایا گیا ہو کہ فیصلہ

عدالت میں دائر کیا گیا ہے۔ لہٰذا اپیل گزار پر زور دیا جاتا ہے کہ ایوارڈ کو منسوخ کرنے کے لئے درخواست دائر کرنے کی حد کی مدت اس کے خلاف کبھی نہیں چلنی شروع ہوئی۔ نوٹس کی سروس کی کوئی تاریخ نہیں ہوسکتی ہے، جب کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا۔ دوسری جانب مدعا علیہان کی جانب سے موقف اختیار کیا گیا ہے کہ یہ حد 21 فروری 1948 سے شروع ہوئی، جس تاریخ کو عدالت نے فریقین کے لیے کیس کی سماعت 22 مارچ 1948 تک ملتوی کر دی اور بہر حال 7 ستمبر 1948 سے جب ان کے سرپرست نے 5 ستمبر 1948 کو عدالت سے سمن موصول ہونے کے بعد بیان داخل کرنے کے لیے وقت کی درخواست دی تھی۔ 21 فروری 1948ء کو عدالت کے روزنامہ میں تاریخ کے خلاف اندراج کے مطابق وکیل موجود تھے۔ ایوارڈ فائل کرنے کے وکیل کو نوٹس کا مطلب یا فریق کو نوٹس دینے کے مترادف ہے۔

ثالثی ایکٹ، 1940 (X آف 1940) کی دفعہ 14 کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت ثالثوں یا امپائر کو فیصلہ بنانے اور دستخط کرنے والے فریقوں کو تحریری طور پر نوٹس دینا ہوتا ہے۔ اس دفعہ کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت عدالت فیصلہ داخل کرنے کے بعد فیصلہ داخل کرنے والے فریقوں کو نوٹس دے گی۔ نوٹس دینے کے سلسلے میں دونوں ذیلی دفعات کی دفعات میں فرق اہم ہے اور یہ واضح طور پر اشارہ کرتا ہے کہ عدالت کو فیصلہ داخل کرنے کے فریقوں کو جو نوٹس دینا ہے وہ تحریری طور پر نوٹس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ نوٹس زبانی دیا جا سکتا ہے۔ زبانی طور پر دیئے گئے نوٹس کی صورت میں نوٹس پہنچانے یا پارٹی کو پیش کرنے کے رسمی طریقے سے نوٹس کی خدمت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا ہے۔ جو معلومات درج کی گئی ہیں ان کی اطلاع دینا دفعہ 14 کی ذیلی دفعہ (2) کی شرائط کی تعمیل کے لئے کافی ہے جو ایوارڈ داخل کرنے کے بارے میں متعلقہ فریقوں کو نوٹس دینے کے سلسلے میں ہے۔ 'نوٹس' کا مطلب لازمی طور پر 'تحریری طور پر بات چیت' نہیں ہے۔ آکسفورڈ کنسیئس ڈکشنری کے مطابق 'نوٹس' کا مطلب ہے 'اطلاع دینا، ذہانت، انتباہ دینا' اور 'نوٹس دینا، نوٹس دینا' جیسے الفاظ میں اس کا مطلب ہے 'کسی چیز کی باضابطہ اطلاع دینا، یا کچھ کرنے کی ہدایات' اور 'اگلے نوٹس تک چھوڑنے کا نوٹس' جیسے الفاظ میں اس طرح کے معنی ہیں۔ ہماری رائے ہے کہ دفعہ 14 کی ذیلی دفعہ (2) میں 'نوٹس دو' کے لفظ کا مطلب صرف فیصلہ داخل کرنے کی اطلاع دینا ہے، جو یقینی طور پر فریقین کو 21 فروری 1948 کو ان کے وکیلوں کے ذریعے دیا گیا تھا۔ وکیل کو نوٹس ضابطہ دیوانی کے آرڈر 1 کے قاعدہ 5 کے پیش نظر فریق کو دیا گیا نوٹس ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی فریق کے وکیل پر پیش کردہ کسی بھی عمل کو مناسب طریقے سے مطلع کیا جائے گا اور اس فریق کو مطلع کیا جائے گا جس کی وکیل نمائندگی کرتا ہے اور جب تک عدالت ہدایت نہ دے، تمام مقاصد کے لئے اتنا ہی مؤثر ہوگا جیسے وہ فریق کو ذاتی طور پر دیا گیا ہو یا پیش کیا گیا ہو۔

ہمیں نوٹس دینے کے طریقوں کے لئے ثالثی ایکٹ کی دفعہ 42 کا حوالہ دیا گیا ہے۔اس دفعہ کا اطلاق عدالتوں کی جانب سے نوٹس دینے پر نہیں ہوتا۔اس کا اطلاق ثالثی معاہدے کے فریق یا ثالث یا امپائر کی طرف سے نوٹس کی خدمت پر ہوتا ہے۔ یہ دلیل دی گئی ہے کہ ایوارڈ داخل کرنے کی زبانی بات چیت نوٹس پیش کرنے کے مترادف نہیں ہے۔نوٹس کی 'سروس کی تاریخ' کا لفظ حدود ایکٹ کے آرٹیکل 158، پہلے شیڈول میں استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ دفعہ 14 کی ذیلی دفعہ (2) کا اطلاق اس وقت ہوگا جب ثالثی کا حوالہ عدالت سے باہر یا مقدمے میں ہو۔جب ثالثی کا ریفرنس عدالت سے باہر ہو تو کسی فریق کے عدالت میں حاضر ہونے کی توقع نہیں کی جاتی اور اس لیے نوٹس باضابطہ طور پر فریق کے پاس جانا ہوگا، یعنی عدالت کی جانب سے متعلقہ فریقوں کو تحریری نوٹس جاری کیا جائے گا، جس میں انہیں مطلع کیا جائے گا کہ فیصلہ دائر کر دیا گیا ہے۔ یہ صرف ان معاملات میں ہے جہاں ثالثی عدالت کے ذریعے ہوتی ہے، جب فیصلہ دائر کیا جاتا ہے تو، عدالت فیصلے کے وقت فریقین کے وکیل کو موجود کر سکتی ہے اور اس کے بعد عدالت فیصلہ داخل کرنے کے بارے میں وکیل کو زبانی طور پر مطلع کر سکتی ہے۔اس کے علاوہ ویبسٹر کی نیو انٹرنیشنل ڈکشنری کے دوسرے ایڈیشن کے مطابق سروس کا مطلب ہے 'اصل میں یا تعمیری طور پر اس انداز میں نوٹس میں لانا جو قانون کے ذریعے متعین کیا گیا ہو۔لہذا زبانی مواصلات بھی خدمت کے برابر ہوگی، جب خدمت کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں کیا گیا ہے۔

ہمیں لمیٹیشن ایکٹ کے آرٹیکل 158 کے کالم 3 میں 'نوٹس کی خدمت کی تاریخ' کے لفظ کو صرف رسمی طریقے سے تحریری طور پر دیے جانے والے نوٹس کا مطلب سمجھنے کی کوئی بنیاد نظر نہیں آتی۔جب مقننہ نے 'نوٹس' کا لفظ استعمال کیا تو یہ خیال کیا جانا چاہیے کہ اس کا مطلب نہ صرف رسمی اطلاع ہے بلکہ ایک غیر رسمی اطلاع بھی ہے۔ اسی طرح، اس حقیقت کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ نوٹس کی خدمت میں تعمیری یا غیر رسمی نوٹس شامل ہوگا۔اگر اس کا ارادہ 'نوٹس' اور 'خدمت' کے الفاظ کے بعد کے معنی کو خارج کرنا ہوتا تو یہ واضح طور پر کہا جاتا۔اس نے یہاں ایسا نہیں کیا ہے.مزید برآں، اس اظہار کا مطلب یہ ہے کہ متاثر ہونے والے فریق کو باضابطہ طور پر دیے گئے تحریری نوٹس کا مطلب یہ ہے کہ اس فریق کے لیے دروازے کھلے رہیں گے، حالانکہ وہ ایوارڈ جمع کرانے کے مکمل علم کے ساتھ اس کے بعد کی کارروائی میں حصہ لے چکا ہے، کسی بھی وقت ایوارڈ پر مبنی حکم نامے کو اس بنیاد پر چیلنج کر سکتا ہے کہ مناسب نوٹس نہ ملنے کی وجہ سے اس کا حق ہے کہ وہ درخواست داخل کرنے پر اعتراض کر سکتا ہے۔ یہ ایوارڈ بھی حاصل نہیں ہوا تھا۔اس طرح کے نتائج ثالثی کے عمل کے پیچھے موجود پورے مقصد کو فریقین کی طرف سے منتخب کردہ ٹریبونل کے ذریعہ تنازعہ کا فوری فیصلہ دبا دیں گے۔

اس معاملے میں، فریقین کو ایوارڈ فائل کرنے کے بارے میں معلوم تھا۔ مدعا علیہ نمبر 1 کو شاید فیصلہ دائر کرنے کی اہمیت کا علم تھا جب اس نے 17 فروری 1948 کو اپنی درخواست میں کہا تھا کہ وہ اس فیصلے پر اعتراض دائر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس وقت وہ اپیل کنندہ کا سرپرست تھا۔ وہ اپریل 1948 تک سرپرست رہے۔ درخواست گزار کی والدہ جون 1948 میں سرپرست بن گئیں۔ یہ فرض کیا جانا چاہئے کہ انہیں اس دن ایوارڈ فائل کرنے کے بارے میں معلوم ہوگا۔ بہر حال، وہ 7 ستمبر 1948 کو ضرور جانتی تھیں کہ ایک ایوارڈ داخل کیا گیا ہے اور انہیں اعتراض دائر کرنا ہے۔ انہوں نے اعتراض داخل کرنے کے لیے 7 ستمبر کو ایک ماہ کا وقت لیا اور پھر 7 اکتوبر کو ایک ماہ کا وقت لیا۔ دراصل انہوں نے 9 نومبر کو اعتراض درج کرایا تھا۔ اگر انہیں 7 ستمبر 1948 کو فیصلہ داخل کرنے کا نوٹس دیا جائے تو بھی 9 نومبر 1948 کو اعتراض دائر کرنا لمیٹیشن ایکٹ کے آرٹیکل 158 میں متعین تیس دن کی مدت سے باہر تھا۔ لہٰذا ہمیں اس دلیل کا کوئی جواز نظر نہیں آتا کہ درخواست گزار کے خلاف معیاد کی مدت شروع نہیں ہوئی تھی اور 9 نومبر 1948 کو اس کی جانب سے دائر کیا گیا اعتراض لمیٹیشن ایکٹ کے پہلے شیڈول کے آرٹیکل 158 کے تحت مقررہ حد کی مدت کے اندر تھا۔

لہٰذا ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرتے ہیں کہ 21 فروری 1948 کو فریقین کے وکیلوں کو دی گئی اطلاع فریقین کو فیصلہ داخل کرنے کے بارے میں نوٹس جاری کرنے کے مترادف تھی اور درخواست گزار کی جانب سے دائر کیا گیا اعتراض حد کی مدت ختم ہونے کے بعد دائر کیا گیا تھا۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا سول جج کا یہ حکم اس فیصلے کو کالعدم قرار دینے سے انکار کرنے کے مترادف ہے اور اس لیے ہائی کورٹ میں اپیل کے قابل ہے۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ یہ ایسا حکم نہیں تھا اور ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ جب کسی بھی فریق نے فیصلے کو منسوخ کرنے کے لئے اعتراض دائر نہیں کیا تو اسے رد کرنے سے انکار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا ہے اور لہٰذا ثالثی ایکٹ کی دفعہ 39(1)(VI) کے تحت کوئی اپیل قابل سماعت نہیں ہے جو فیصلے کو منسوخ کرنے سے انکار کرنے والے حکم کے خلاف اپیل کی اجازت دیتا ہے۔

آخر میں یہ عرض کیا گیا کہ اس اعتراض پر کہ فیصلہ غیر قانونی اور دائرہ اختیار سے باہر ہے، کیونکہ فیصلے کی جائیداد میں شامل ثالث جو اس کے اختیار کے دائرہ کار میں نہیں آتا، ٹرائل کورٹ کو اس پر غور کرنا چاہئے تھا۔ اس طرح کا اعتراض ٹرائل کورٹ کے سامنے نہیں اٹھایا گیا تھا اور اس لئے ہائی کورٹ نے اس اعتراض کو اس کے سامنے لینے کی اجازت نہیں دی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہائی کورٹ نے اعتراض اٹھانے کی اجازت نہ دینا درست تھا کیونکہ ٹرائل کورٹ میں دباؤ نہ ہونے کی وجہ سے یہ مانا جائے گا کہ اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔

لہذا ہمیں اس اپیل میں کوئی طاقت نظر نہیں آتی اور ہم اسے قیمت کے ساتھ مسترد کرتے ہیں۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this document